

خوفناک کہانی

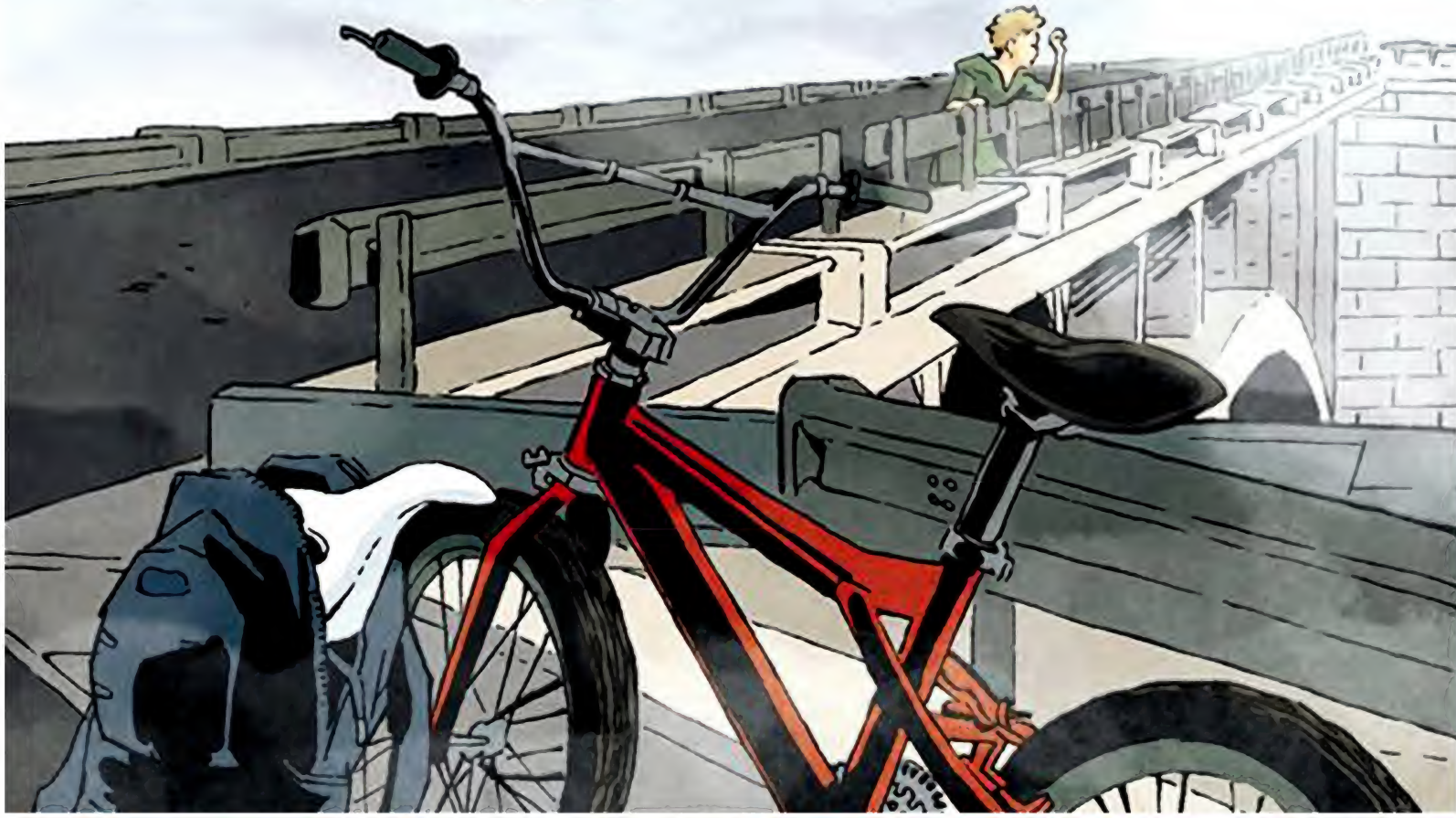
پانی کی بدروح

تحریر: معظم جاوید بخاری

پانی کی بدروح

تحریر: معظم جاوید بخاری

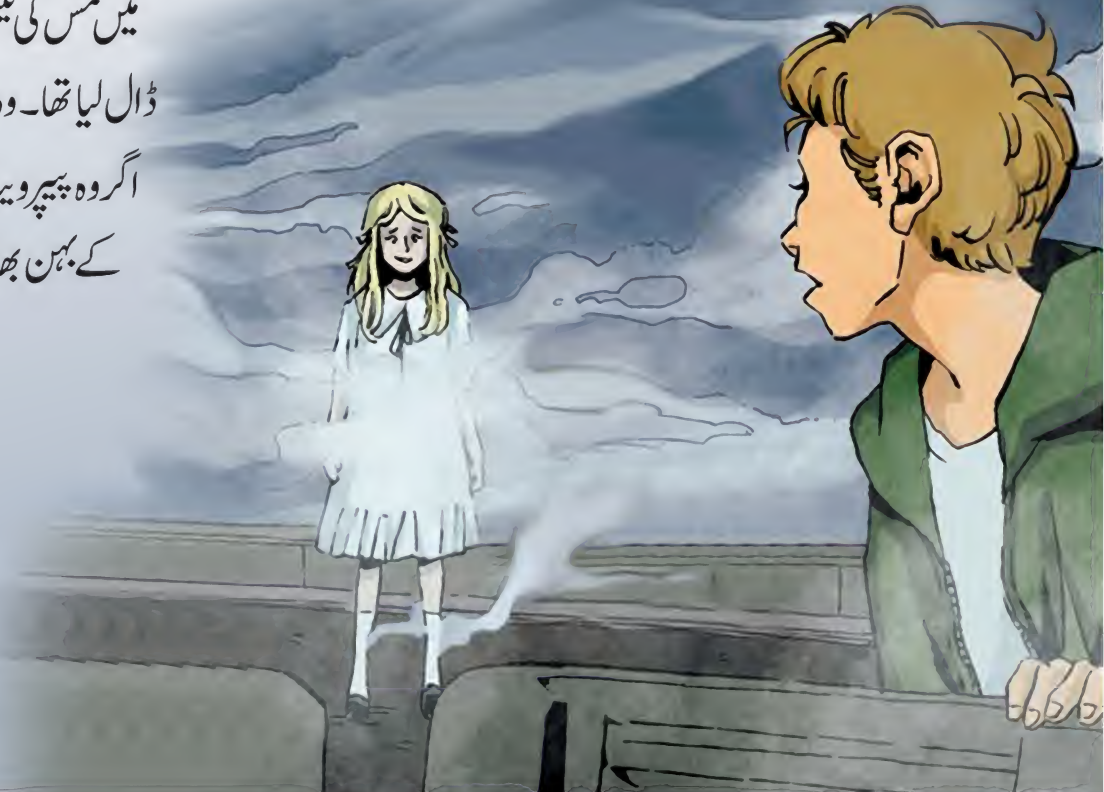
عرفی دس سال کا شوخ اور چنچل لڑکا تھا۔ وہ اپنے گھر میں سب سے چھوٹا تھا۔ اس سے بڑے دو بھائی اور ایک بہن تھی۔ چھوٹا ہونے کی وجہ سے وہ سب کا لاڈلا تھا۔ لاڈ پیار نے اسے کسی حد تک بگاڑ دیا تھا۔ وہ سکول سے آتے ہی بستہ پٹخ دیتا اور اپنا یونیفارم اتار کر ادھر ادھر پھینک دیتا تھا۔ اسے کئی بار سمجھایا گیا کہ یونیفارم کو سمیٹ کر درست جگہ پر رکھتے ہیں اور بستہ کو بھی اس کی صحیح جگہ پر رکھتے ہیں مگر اس کے سر پر کوئی جوں نہ رہتی تھی۔ وہ روزانہ اپنا بستہ کبھی صوفے پر تو کبھی بستر پر یا پھر دروازے کی دہلیز میں پھینک دیتا اور اس سے لا پرواہ ہو کر چلتے پھرتے یونیفارم اتارتا اور جہاں دل کرتا اچھا لیتا۔ دوسرے بہن بھائی اکثر اس کی اشیاء اٹھا کر سنبھال لیتے۔ عرفی کو بس ایک ہی شوق تھا۔ اپنی چھوٹی سائیکل نکالتا اور گلی کو چوں میں فرارے بھرنے لگتا۔ سائیکل چلانا اسے بڑا پسند تھا۔ وہ گھنٹوں سائیکل کے پیڈل مارتا رہتا مگر مجال ہے کہ ذرا بھر تھکان کے آثار دکھائی دیتے۔ ادھر سے آیا ادھر جاتا۔ بس یہی عرفی کی زندگی تھی۔ جب سورج ڈھلنے لگتا تو اسے یاد آتا کہ اسے گھر جانا چاہئے۔ وہ چوری چھپے گھر پہنچتا اور چپکے سے ٹی وی لائونج میں پہنچ کر دبک کر بیٹھ جاتا۔ دیکھنے والے کو ایسا لگتا کہ عرفی تو خاموش بیٹھائی وی پر کارٹون دیکھ رہا تھا۔ اس کے بہن بھائی اسے سمجھایا کرتے کہ اگر ابو کو پیہ چل گیا تو اس کی ہڈی پسلی ٹوٹ جائے گی مگر عرفی ڈھیٹ پن سے دانت نکال کر بات کو اڑا دیا کرتا تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ عرفی کے امی ابو اس کی آوارہ گردی

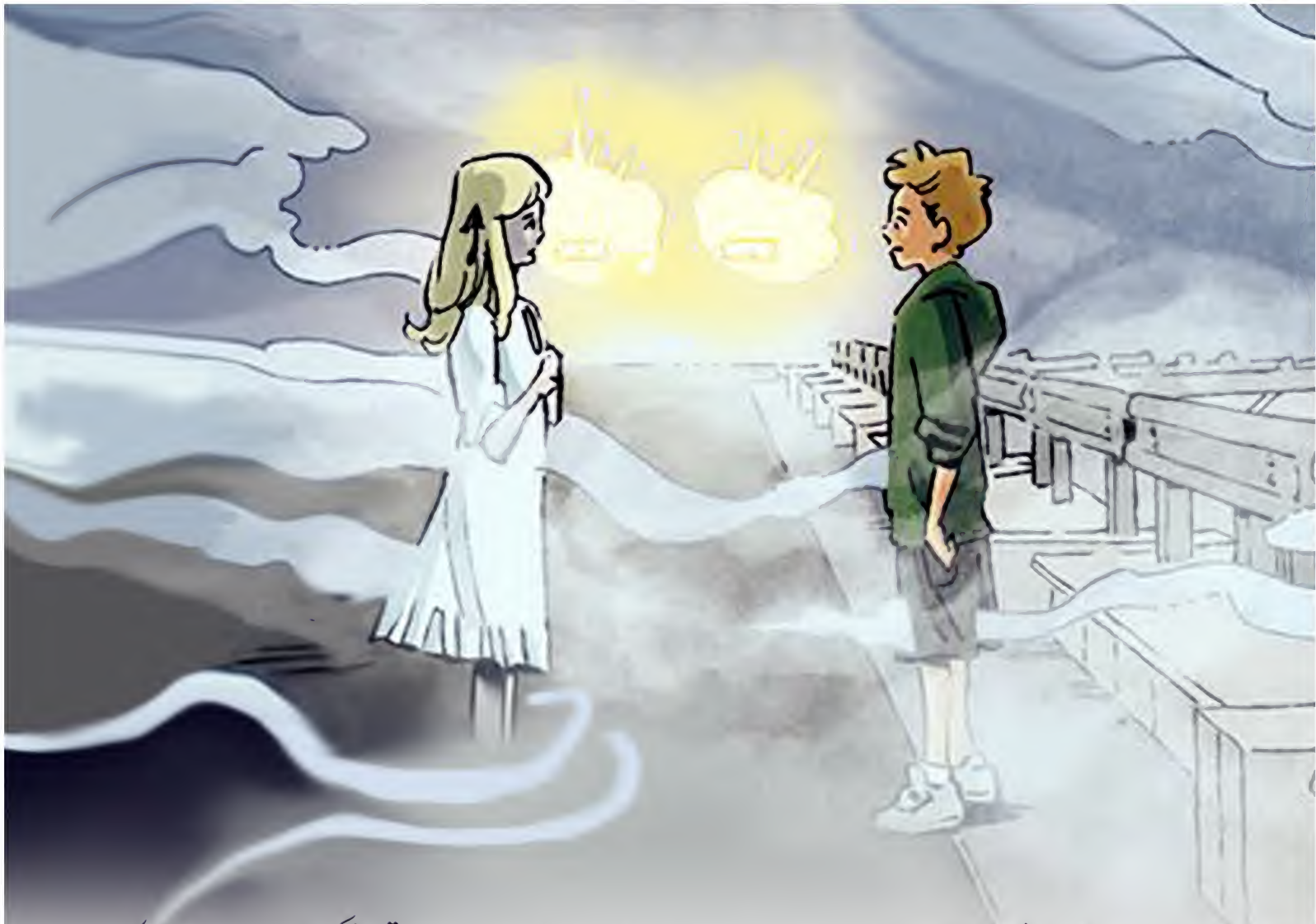


اور کھیل کود سے خوب واقف تھے۔ وہ بچہ سمجھ کر اس پر کچھ زیادہ سختی نہیں کرتے تھے۔ اسی بات نے عرفی کو بگاڑ دیا تھا۔

سردیوں کے دن تھے جب عرفی نے اپنی سائیکل باہر نکالی اور پہیوں میں ہوا دیکھنے لگا۔ پوری تسلی کے بعد وہ سائیکل پر بیٹھا اور سڑک پر نکل آیا۔ آج موسم کچھ عجیب سا ہو رہا تھا۔ آسمان پر گہری دھند چھائی ہوئی تھی جس کے باعث سورج کی روشنی زمین تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ وہ سردی کے احساس سے بے خبر زور زور سے سائیکل کے پیڈل چلا رہا تھا۔ وہ گھومتے پھرتے دریا کے پل کی طرف آ نکلا۔ پانی سکون کی حالت میں بہہ رہا تھا۔ وہاں کوئی اور موجود نہیں تھا۔ اس نے سائیکل پل

کے جنگلے ساتھ کھڑی کی اور پل کے بالکل وسط میں کھڑا ہو کر پانی بہنے کا نظارہ لینے لگا۔ پانی پر نظر جما کر رکھنے سے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ خود بھی متحرک ہے۔ پانی ٹھہرا ہوا ہے اور وہ اس کے اوپر سفر کر رہا ہے۔ یہ عجیب سا احساس تھا جس سے اسے لطف مل رہا تھا۔ وہ اپنے ارد گرد سے بے خبر اس نئے کھیل میں مصروف رہا۔ غیر شعوری انداز میں اس کا ہاتھ اپنی پینٹ کی جیب سے ٹکرا گیا۔ وہ چونک پڑا۔ جیب میں کوئی سخت چیز تھی۔ اس نے پیچھے ہٹ کر جیب میں اسے باہر نکالا تو اسے یاد آ گیا کہ وہ پتھر کا پیپرویت تھا جسے اس نے آج ہی کمرہ جماعت میں مس کی ٹیبل سے شرارتاً اٹھا کر جیب میں ڈال لیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر کچھ پریشان ہو گیا۔ اگر وہ پیپرویت کو ساتھ گھر لیکر جاتا تو یقیناً اس کے بہن بھائی یہ دیکھ لیتے اور پھر امی ابو سے





شکایت لگاتے کہ عرفی کے پاس پیپرو ویٹ ہے۔ پیپرو ویٹ چرانے پر اسے خوب ڈانٹ پڑتی اور ممکن تھا کہ اس سے سائیکل بھی چھین لی جاتی۔ یہ روح فرسا خیال آنے پر عرفی خوفزدہ سا ہو گیا۔ اچانک اس کے دماغ میں خیال کوندا کہ وہ بالکل صحیح جگہ پر کھڑا ہے اگر وہ پیپرو ویٹ دریا میں پھینک دے تو سارا مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا۔ اس خیال نے اسے پرسکون کر دیا اور پھر اس نے ایک قدم ہٹ کر پیپرو ویٹ کو ہاتھ سے گھمایا اور ہوا میں اچھال دیا۔ پیپرو ویٹ ہوا میں اڑتا ہوا کافی دور پانی میں چھپا کے ساتھ گرا اور ڈوب گیا۔ پیپرو ویٹ کی کہانی ختم ہوئی۔ عرفی نے یہ سوچا اور پھر پانی کے کھیل میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد عرفی کو محسوس ہوا کہ کوئی اس کی پشت پر موجود ہے۔ اس نے سر موڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ سڑک کے بچوں بیچ ایک لڑکی کھڑی تھی۔ اس نے سفید فرائی پہنی ہوئی تھی اور پیروں میں فلیٹ بوٹ تھے۔ لڑکی کے آس پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ بالکل تنہا تھی۔ عرفی نے حیرت سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور یہاں کیا کر رہی ہے؟ لڑکی مسکرائی اور بولی کہ میں گھومنے کیلئے گھر سے نکلی تھی اور گھومتے گھومتے یہاں پہنچ گئی۔ وہ کچھ دیر خاموش کھڑی رہی پھر بولی۔ ”یہ کون سی جگہ ہے؟“ عرفی نے اسے بتایا کہ یہ شہر کا دریا ہے اور اس پل سے راستہ دوسرے شہر کی طرف جاتا ہے۔ اگر وہ پل کو عبور کرے گی تو جنگل میں پہنچ جائے گی۔ عرفی نے اسے پیشکش کی کہ وہ اسے اپنی سائیکل پر بٹھا کر گھر چھوڑ سکتا ہے۔ وہ اس سے باتیں کر رہا تھا اچانک



ایک بڑا ٹرک فراٹے بھرتا ہوا وہاں پہنچا۔ عرفی نے ٹرک کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے چیخ کر اس لڑکی کو سڑک کے بیچ میں سے ہٹنے کیلئے کہا مگر اس سے پہلے لڑکی وہاں ٹپتی دیر ہو چکی تھی۔ لڑکی کا جسم زور سے ٹرک کے ساتھ ٹکرایا اور اس کے جسم کے پرچے ہوا میں اڑنے لگے۔ یہ ہولناک منظر دیکھ عرفی کی سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔ ٹرک ڈرائیور حادثے کی پرواہ کئے بغیر تیز رفتاری سے وہاں نکل گیا۔ لڑکی کے جسم کے ٹکڑے ابھی تک ہوا میں اڑ رہے تھے۔ سر، بازو اور ٹانگیں الگ الگ ہو کر ہوا میں تیر رہی تھی۔ دہشت سے عرفی کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ وہ نہ تو وہاں سے بھاگ پایا اور نہ ہی چیخ پایا۔

اگلا لمحہ بے حد حیرت انگیز ثابت ہوا۔ لڑکی کے بکھرے ہوئے اعضاء ہوا میں تیرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آنے لگے۔ عرفی کا خوف مزید بڑھنے لگا۔ اس کا منہ کھل گیا اور خرخراہٹ سی نکلنے لگی۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے لڑکی کے سارے بکھرے ہوئے اعضاء آپس میں مل گئے اور ہوا میں جڑتے چلے گئے۔ کچھ ہی لمحوں میں وہ لڑکی بالکل سالم اور زندہ اس کی نظروں کے سامنے تھی۔ اب وہ زمین کے بجائے ہوا میں تیر رہی تھی۔ گہری دھند میں اڑتی ہوئی لڑکی کو دیکھنا عام بات نہیں تھی۔ اس نے ہنس کر عرفی سے پوچھا۔ ”کیا تم مجھ سے ڈر رہے ہو؟“ عرفی کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اس کا کیا جواب دے؟ اس نے محض سراسبات میں سر ہلایا۔ ”ڈرو نہیں میں تمہاری دوست ہوں۔“ لڑکی نے اسے دلاسا دیا۔ چند جملوں نے عرفی کے جسم پر چھائی ہوئی دہشت کو کافی کم کر دیا تھا۔ عرفی نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔ ”تم کون ہو۔ انسان تو ہوا میں نہیں اڑتے؟“ یہ

سن کروہ لڑکی کھلکھلا کر ہنسی اور بولی۔ ”میں ایک پانی رُوح ہوں۔“ عرفی کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ پانی رُوح کیا ہوتی ہے؟ اسے لگا شاید اس کے کانوں نے کچھ صحیح نہیں سنا ہے۔ یقیناً اس نے خود کو پری بتایا ہوگا۔ کیونکہ پریاں ہی ہوا میں پرواز کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اگلے لمحے اسے اپنی امی کی بات یاد آگئی کہ جو کہتی تھیں کہ پریاں تو صرف کہانیوں میں ہوتی ہیں۔ اصلی زندگی میں ان کا کوئی وجود نہیں ہوتا ہے۔ امی کی بات کے برخلاف اس کی نگاہوں کے سامنے ایک جیتی جاگتی پری موجود تھی جو ہوا میں معلق کھڑی تھی بغیر کسی چیز کے سہارے کے۔ ”کیا تم ہوا میں اڑ سکتی ہو؟“ عرفی نے معصومیت سے سوال کیا۔ وہ ایک بار پھر ہنسی اور اس نے ہوا میں قلابازی کھائی اور کافی اوپر تک اڑتی چلی گئی۔ عرفی اب اشتیاق بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بھول چکا تھا کہ چند لمحے وہ پری ایک خوفناک حادثے کا شکار ہو کر ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔

لڑکی نے ہوا میں غوطہ کھایا اور پھر زمین کی طرف لپکی۔ وہ اب بالکل عرفی کے مقابل آن کھڑی ہوئی۔ عرفی جانے کیوں ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ ”تم اس سائیکل پر بیٹھ کر مستی کرتے ہو تو میں ہوا میں لہرا کر۔ ہم دونوں ایک جیسے ہی ہیں ہے نا۔“ عرفی کچھ نہیں بولا۔ وہ خاموش کھڑا سوچ رہا تھا کہ اسے اب واپس گھر جانا چاہئے، سورج کہاں ہے؟ گہری دھند میں کچھ سمجھائی نہیں دے رہا تھا۔ لڑکی اسے خیالوں میں گم صم کھڑا دیکھ کر مزید قریب آئی اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ لڑکی کا ہاتھ برف کی مانند خستہ تھا۔ عرفی چاہتے ہوئے بھی اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نہ چھڑا سکا۔ ”کیا تم میرے ساتھ ہوا میں اڑنا پسند کرو گے؟“ لڑکی نے سنجیدگی سے پوچھا۔ ”نہیں! مجھے اب گھر واپس لوٹنا چاہئے۔“

عرفی جان چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لڑکی نے اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کی۔ ”آسمان کی سیر تو تمہیں کرنا پڑے گی میرے دوست!“ لڑکی ہنس کر بولی۔ ”تم بلا وجہ ضد کر رہی ہو۔ مجھے آسمان میں اڑنا بالکل اچھا نہیں لگتا۔“ عرفی نے دو ٹوک انداز میں کہا اور اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔ ”مجھے لگتا ہے کہ تم ابھی تک مجھ سے خوفزدہ ہو!“ لڑکی نے اس سے کہا۔ عرفی کو واقعی اب اس سے ڈر لگ رہا تھا کیونکہ وہ اس کا ہاتھ نہیں چھوڑ رہی تھی۔



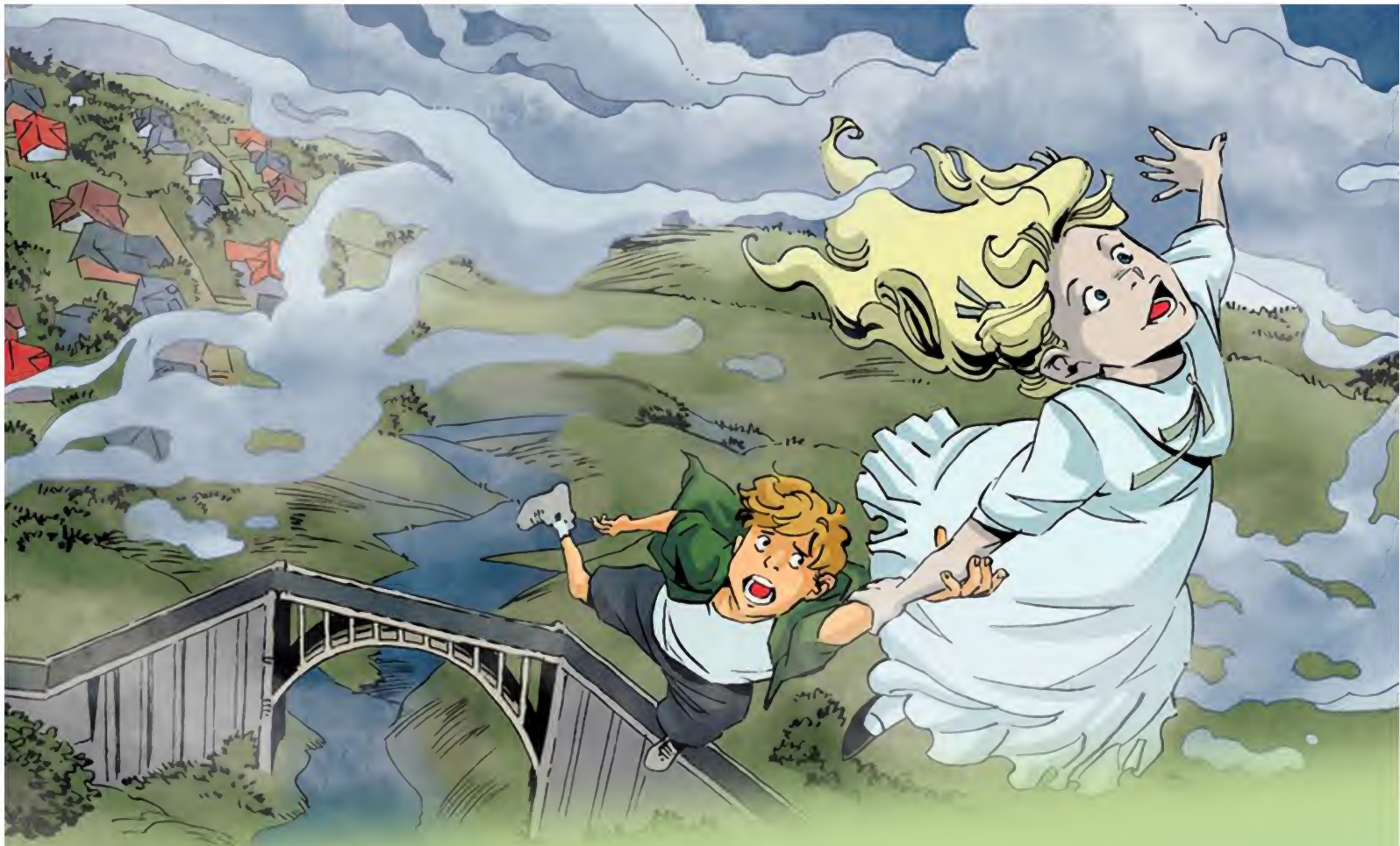
”ایسی کوئی بات نہیں! مجھے اب گھر لوٹنا ہے کیونکہ اگر میں نے دیر کر دی تو یقیناً مجھے ڈانٹ پڑے گی۔“

عرفی نے ہمت باندھ کر کہا۔ ”ٹھیک ہے میں تمہاری بات کا یقین کر لیتی ہوں۔ چلو آؤ آسمان کا ایک چکر لگا لیتے ہیں۔ یقین رکھو میں تمہیں زیادہ اونچا نہیں لے جاؤ گی۔“ لڑکی نے دوبارہ اپنی بات دہرائی تو عرفی چڑسا گیا۔ وہ اس کے ساتھ ہوا میں نہیں اڑنا چاہتا تھا مگر وہ بڑی عجیب تھی کہ ضد کئے جا رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے عرفی کی منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس کے دونوں پیر زمین سے اُٹھ چکے تھے۔ وہ لڑکی اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوا میں اوپر اُٹھ رہی تھی۔ ”دیکھو! میں نے تمہیں کہا ہے کہ مجھے اڑنا پسند نہیں پھر تم زبردستی کر رہی ہو۔“ لڑکی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ ہوا میں بلند ہوتی جا رہی تھی۔ عرفی کی نظر جب زمین کی طرف پڑی تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ زمین کافی دور ہو چکی تھی اور وہ ہوا میں کئی فٹ اوپر آچکا تھا۔ دریا کا پل چھوٹا سا نظر آ رہا تھا۔ شہر کے سارے مکانات کی چھتیں ننھی منی دکھائی دے رہی تھیں۔ عرفی کو پرواز کرتے ہوئے مزہ نہیں آ رہا تھا۔ وہ خوف کے مارے بری طرح کانپ رہا تھا۔ لڑکی اس کی کیفیت سے محظوظ ہو رہی تھی۔ وہ دونوں کافی اونچے آسمان میں پہنچ گئے تو لڑکی ہوا میں ٹھہر گئی۔ عرفی اس کے ہاتھ کے سہارے ہوا میں لٹکا ہوا تھا۔ ”چلو اب بس کرو۔ مجھے زمین پر اتار دو۔ تم نے اپنی ضد پوری کر لی ہے۔ مجھے بے حد ڈر لگ رہا ہے۔“ عرفی اس کی منت سماجت کرنے لگا۔ لڑکی کا لہجہ یکدم خونخوار ہو گیا۔ وہ غرا کر بولی۔ ”تمہیں جلدی کس



بات کی ہے، ابھی تھوڑی دیر بعد تم زمین پر پہنچ جاؤ گے مگر زمین پر پہنچنے سے پہلے تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تم کیوں آسمان پر لائے گئے ہو؟“ عرفی خوفزدہ نظروں سے سہا ہوا اس کے چہرے کے بدلتے تیور دیکھ رہا تھا۔ لڑکی نے دوسرا ہاتھ اس کے سامنے پھیلا دیا۔ عرفی نے اس کی ہاتھ جو چیز دیکھی تو اس کا رنگ فق ہو گیا۔ لڑکی کے دوسرے ہاتھ میں پیپر ویٹ پکڑا ہوا تھا جو عرفی نے کچھ دیر پہلے دریا کی لہروں میں پھینک دیا تھا۔ یہ وہاں سے نکل کر اس لڑکی کے پاس کیسے پہنچ گیا؟ عرفی کشمکش کا شکار ہو گیا۔ وہ لڑکی غراتی ہوئی بولی۔ ”میں پانی کی بدروح ہوں۔ میں اپنے گھروندے میں سکون سے بیٹھی ہوئی تھی کہ تم نے یہ پتھر میرے سر پر دے مارا۔ مجھے اس سے بڑی تکلیف ہوئی۔ کیا تم یہ پتھر پہچانتے ہو؟“ عرفی نے سر ہلایا اور بولا۔ ”مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہاں تمہارا گھر تھا۔ میں اپنی حرکت کیلئے معافی چاہتا ہوں۔“ لڑکی زہریلی آواز میں ہنسی اور بولی۔ ”ہمارے ہاں معافی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جو چیز ہمارے ہاں ہوتی ہے اسے سزا کہتے ہیں۔ تم سزا کے لائق ہو۔“ عرفی اس کی بات سن کر رونے لگا اور اپنی نادانی پر معافیاں مانگنے لگا۔ مگر اس لڑکی پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ چیخ کر بولی۔ ”تمہاری سزا یہی ہے

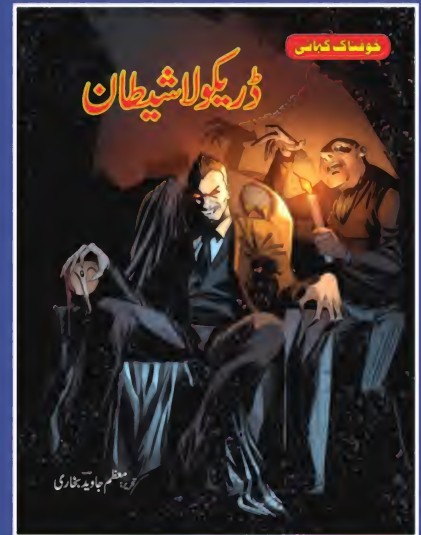
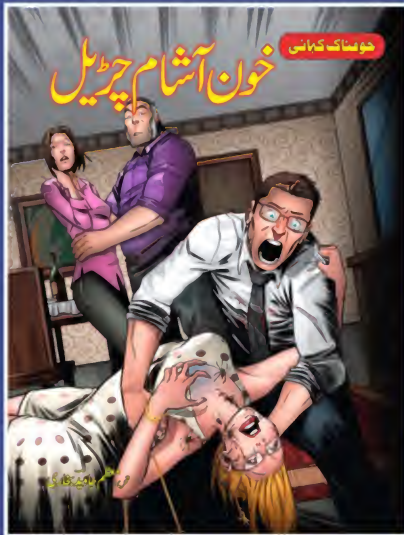
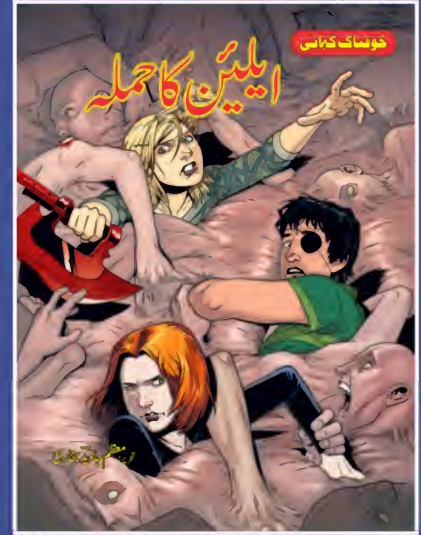
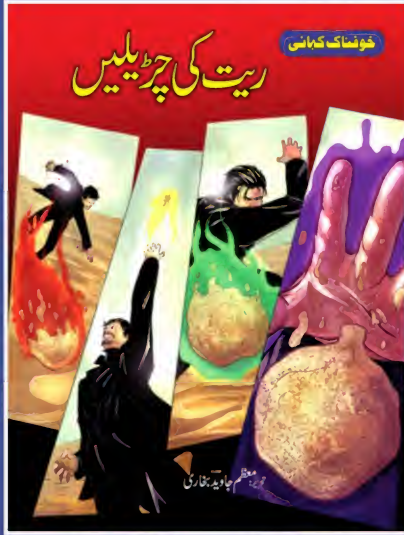
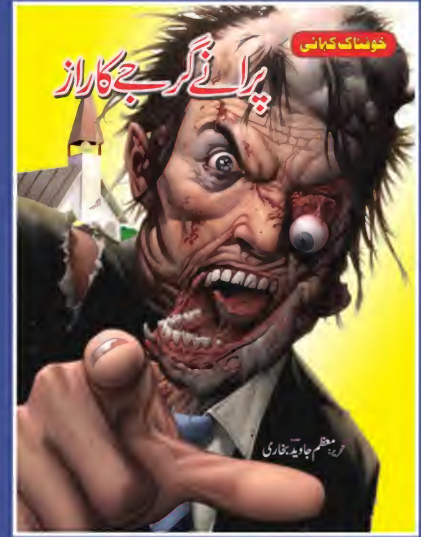




کہ تمہیں میرے بغیر خود زمین پر جانا ہوگا۔“ عرفی کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اس کے بغیر زمین پر جانے کا مطلب کیا تھا؟ اسے مطلب سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ اس لڑکی نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ سے اپنی گرفت ختم کر دی۔ عرفی کا سر چکرانے لگا۔ وہ ہوا میں پٹخیاں کھاتا ہوا زمین کی طرف لڑھک رہا تھا۔ لڑکی دور آسمان پر کھڑی اس کو گرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ عرفی چیخنا چاہتا تھا مگر آواز اس کے حلق سے نہیں نکل رہی تھی۔ وہ نیچے گرتا چلا گیا۔ اسے پل صاف دکھائی دے رہا تھا جو تیزی سے اس کے پاس آ رہا تھا۔ اس نے ڈر کے مارے آنکھیں موند لیں۔ پھر اگلے لمحے عرفی کا سر زوردار دھماکے کے ساتھ پل کی سڑک پر ٹکرایا اور پاش پاش ہو گیا۔ اس کے جسم سے خون بہہ کر سڑک کو رنگین کرنے لگا۔ پل کے کنارے پر عرفی کی سائیکل کھڑی تھی اور پل کے بچوں بچ اس کی پر نیچے اڑی ہوئی لاش.....!



بچوں کیلئے خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں



فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور
Ph: 042-37224472

الاسد پبلی کیشنز

